دل کی بات　　　　مدیر

وزیرِاعظم کا دورۂ امریکہ......؟

وزیرِاعظم نواز شریف امریکہ کا دورکر کے وطن واپس تشریف لا چکے ہیں۔ وہ ستمبر میں بھی امریکہ گئے اور اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کے بعد لوٹ کے......گھر آ گئے۔ تب اوباما کے پاس نواز شریف سے ملاقات کا وقت نہیں تھا۔ وہ بھارتی وزیرِاعظم ڈاکٹر من موہن سنگھ اور ہر تھو پھتو سے ملے مگر نہیں ملے تو نواز شریف سے نہیں ملے۔ انہیں اکتوبر میں ملاقات کے لیے طلب کیا گیا اور نواز شریف سر کے بل چل کے گئے۔ اُن کا امریکہ جانا آنا براستہ انگلینڈ ہی ہوتا ہے۔ امریکہ سے واپس آئے ہی تھے کہ پھر انگلینڈ کے دورے پر چلے گئے۔

معیشت کا پہیہ پہلے ہی جام ہے جب کہ دو مہینوں میں دو دفعہ امریکہ جانے آنے پر جتنے مصارف آئے وہ عام آدمی کے تصور میں بھی نہیں آ سکتے۔ ان دوروں کے نتائج ملک کے حق میں حاصل نہ ہوں تو انہیں سرکاری خزانے پر بوجھ کے سوا کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

وزیرِاعظم نواز شریف نے پاکستان کی خود مختاری و سلامتی، ڈرون حملوں، طالبان سے مذاکرات اور امریکہ سے تعلقات کے علاوہ کئی اہم عنوانات پر صدر اوباما کے سامنے کھل کر اظہارِ خیال کیا۔ لیکن امریکہ کا ردِّ عمل کیا تھا؟ اس سوال کا جواب نواز شریف ہی دے سکتے ہیں۔ ہر محبِّ وطن پاکستانی کے نزدیک دوطرفہ عزت و وقار کے بغیر امریکہ سے تعلقات خوش فہمی بلکہ خود فریبی ہے۔ ویسے سمجھنے کے لیے تو اتنا ہی کافی ہے کہ نواز شریف کہہ رہے ہیں ’’ڈرون حملے جلد بند ہو جائیں گے‘‘ اور اوباما انتظامیہ کہہ رہی ہے کہ ’’جاری رہیں گے۔‘‘

امریکی اخبار واشنگٹن پوسٹ کے انکشاف پر پاکستانی قیادت، مذہبی جماعتوں اور عوام کو توجہ دینی چاہیے کہ ’’کئی ڈرون حملے پاکستان کی درخواست پر کیے جاتے ہیں۔‘‘

یہ فرمائشی ڈرون حملے سابق آمر مسٹر پرویز مشرف نے امریکہ سے خفیہ معاہدے کے تحت آغاز کرائے، پی پی دورِ حکومت میں بھی پالیسیاں جاری رہیں لیکن نیٹو سپلائی روکنے کے اقدام سے امریکہ ناراض ہو گیا۔ اب یہ سب کچھ نواز شریف کے دورۂ امریکہ کے متصل بعد منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ امریکہ نے جو کچھ نواز شریف کو دیا ہے اور جو کچھ ممکنہ طور پر آئندہ دینا ہے، اس سے زیادہ وہ پہلے ہی لے چکا ہے اور اس وصول کردہ قیمت پر عدمِ اطمینان کرتے ہوئے ’’ڈومور‘‘ کا

تقاضائے پیہم بھی جاری رکھے ہوئے ہے۔

پاکستان کو دہشت گردی کی طرف دھکیلنے والا خود امریکہ ہے اور اب افغانستان میں اپنی واضح اور عبرتناک شکست کا بدلہ پاکستان سے لینا چاہتا ہے۔ پاکستان کا ایک ناکام ریاست کے طور پر ڈکلیئر ہونا ایک بھیانک خواب کے طور پر ہر صاحبِ شعور کے سامنے ہے۔ جب تک امریکہ افغانستان میں ہے، پاکستان اُس کی کچھ نہ کچھ ضرورت اور مجبوری ہے۔ حکمران اِس سے فائدہ اٹھانا چاہیں تو اٹھا سکتے ہیں ورنہ امریکہ کا جھکاؤ بھارت کی طرف زیادہ ہے اور وہ خطے میں بھارت کو ہی چودھری بنانا چاہتا ہے۔

کشمیر کا مسئلہ انگریزوں، ہندوؤں اور قادیانیوں کی مشترکہ سازش کے نتیجے میں ۱۹۴۷ء میں ہمیں ورثے میں ملا۔ اب امریکہ نے بھی اس کے حل میں مدد دینے کی ہماری درخواست مسترد کر دی ہے۔ اوباما نے نواز شریف کو واضح طور پر کہا کہ پاکستان اور بھارت مل بیٹھ کر باہمی مذاکرات کے ذریعے اس مسئلہ کو خود حل کریں۔ اُدھر بھارتی فورسز پاکستانی سرحد پر مسلسل بلا اشتعال فائرنگ کر کے بے گناہ پاکستانی شہریوں کو شہید اور زخمی کر رہے ہیں۔ سرحدی دیہاتی آبادی گھروں کو چھوڑ کر دوسرے شہروں میں منتقل ہو گئی ہے۔ کسان لہلہاتے کھیتوں اور تیار فصلوں کو چھوڑ کر علاقے خالی کر چکے ہیں۔ جس سے ملکی معیشت کو بھی نقصان ہو رہا ہے۔

پاکستان پر ہر طرف سے دباؤ بڑھ رہا ہے۔ حکمران ملک کی سلامتی چاہتے ہیں تو اس کی پہلی سیڑھی یہ ہے کہ امریکی غلامی کا طوق اتار پھینکیں، اپنی خود مختاری کا عملی اظہار کریں۔ پاکستان سے اپنے مسلمان بھائیوں کے قتلِ عام کرنے والی نیٹو سپلائی کے راستے بند کریں، نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ سے پاکستان الگ ہو جائے۔ اس جنگ میں سب سے زیادہ جانی و مالی نقصان پاکستان نے اٹھایا اور اسے کوئلوں کی دلّالی میں منہ کالا کرنے کے سوا کچھ نہیں ملا۔

اوباما نے نواز شریف سے ملاقات میں جس امداد کی بحالی کا وعدہ کیا ہے وہ بھی قسطوں میں ملے گی۔ یعنی قرض لو تو قسطوں میں سود کے ساتھ واپس کرو اور اگر امداد لو تو وہ بھی قسطوں میں وصول کرو۔ اسی میں زندگی تمام ہو جائے۔

سچ کہا میاں محمد بخش نے کہ: ''نیچاں دی آشنائی کولوں فیض کسے نئیں پایا'' اور عینِ حق ہے جو ہمارے مالک نے فرمایا: ''اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا'' (النساء:۱۳۹) کیا یہ (منافقین) ان کافروں کے ہاں عزت تلاش کر رہے ہیں، لاریب عزت ساری کی ساری اللہ کے لیے ہی ہے۔

کفر کی حلیفی ہو اور فطرت کی تعزیریں نہ ہوں۔ یہ تو ایسے ہی ہے کہ زہر کھایا جائے اور ہمیشہ کی زندگی کی توقعات رکھی جائیں۔